بینا و نابینا

مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی

رشیدی حضرت مولانا صوفی شاہ عبدالقادر صاحب مدظلہ!

نابینائی درحقیقت یار کے دیدار سے محرومی کا نام ہے اور غیر یار کو دیکھنا گویا نہیں دیکھنا ہے۔ ؎

کور چشمے کہ لذت گیر دیدار نشد — بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد

عالم دنیا عالم تعارف ہے یہاں تعارف نہ ہو تو پھر وہاں بھی ناآشنائی ہے جس طرح مجمع کثیر میں ہزاروں طرح کی آوازوں کا شور مچا ہوا ہوتا ہے باوجود اس کے جملہ آوازیں باہم ملکر ایک صدا بن جاتی ہیں اور قوی شامہ انسان عطر مرکب سے ہر ایک ترکیب یافتہ عطر کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح عاشق صادق ان ہزاروں آوازوں سے اپنے محبوب کی آواز سن لیتا ہے بلکہ جملہ آوازیں اس کی سماعت میں ایک ہی صدائے محبوب بن جاتی ہیں اس لئے کہ غالب کا حکم ہمیشہ مغلوب پر ساری وطاری وجاری رہتا ہے اور ہر مغلوب غالب میں فنا ہوجاتا ہے۔ اس طرح محبوب کی ہر شئے درحقیقت محب کے پاس غالب ہی غالب ہے اور یہ غلبہ کامل توجہ کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ شئے متوجہ الیہ ضعیف سے ضعیف کیوں نہ ہو عاشق کی توجہ اس کو قوی سے قوی بنا دیتی ہے اور ہزاروں پردوں میں چھپی ہوئی چیز کو بھی باہر نکال لاتی ہے جب کسی کو اپنے مطلوب کی طرف انہماک کلی حاصل ہے اور اس کے حواس ظاہری وباطنی صرف اسی ایک امر کی تلاش میں ہمقدم ہیں تو بقول

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد — اگر خارے بود گلدستہ گردد

پہاڑوں میں دبی ہوئی مطلوب شئے کو طالب کی پلک کا ایک بال کھود کھود کر باہر

نکال لاتا ہے۔ اس بات کا ہمیں کامل یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس حاضر ہے
نظروں میں بھی باوجود اس کے کہ وہ بے پردہ ہے مگر چھپی ہوئی ہے۔ گریا صدونفس تنزلات
اور جملہ کائنات کا پردہ دبیز حق پڑا ہوا ہے مگر عاشق کی قوت ہمت جو اجتماع حواس سے
پیدا ہوتی ہے ان انتہا پردوں سے اس کو باہر ہی نکال لاتا ہے۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ معشوق حقیقی کے سوا
کچھ موجود ہی نہیں اس لئے یہ جملہ پردے نظیر عشق میں پردے ہی نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی
تو انہیں پردوں میں سے اسی عالم کے اندر اپنے معشوق حقیقی کا جلوہ نمایاں کر لینا ہے
بینائی ہے اور محروم رہنا نابینائی و ہو المطلوب۔

ایک بات اور کہنے کی ہے کہ کہیں یہ کہکر یا سمجھکر آپ محروم القسمت نہ رہ جائیں کہ
خدا کی طرف سے ہی ایسا ہو تو ہو ہم سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہر معاملہ
میں یہی اصول خود آپ بھی نہیں برتتے ہیں پھر ہیں پر کیوں اس شرط کا سختی کے ساتھ استعمال
کیا جائے اللہ تعالیٰ نے تو اس قوت کو پہلے سے ہی آپ کے اندر ودیعت فرما دیا ہے اسی لئے
ارشاد ہے فاذکرونی اذکرکم۔ انصراللہ ینصرکم معلوم ہوا کہ حرکت کے
بعد ہی خدا حرکت فرماتا ہے۔ عذاب ثواب کا معاملہ بھی تو اسی انصاف کے موجب ہے۔ ورنہ ظلم
کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے وحی کا نزول اور انبیاء و رسل کی بعثت بیکار ہوئی جاتی ہے
اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور توفیق طلب ہو کہ وہ ہمیں اپنی محبت سے مالامال
فرمائے اور جو کچھ وہاں دینا ہے ہمیں سے اس کا سلسلہ پھیلا دے۔ آمین ثم آمین۔

اس وجہ سے آفتاب کو آپ کے اندر اترنے کے لئے پوری جگہ نہیں ملی اسی طرح
اس عالم تعارف میں آپ کے حواس نے حنفیت نہیں اختیار کی اور آپ نے اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ کا سبق
حاصل نہیں کیا۔ اور حال یہ ہے کہ حواس ظاہری و باطنی میں سے کسی ایک حس کا بھی غیر
معشوق کی طرف متوجہ رہنا شرک فی العشق ہے۔ اور معشوق شرکت پسند بھی نہیں پھر تا ہے

آپ کہاں ہیں اور کیا ہیں۔

آپ کو تو آپ کا خدا ابراہیم الملت ہونے کی تاکید فرماتا ہے لہذا آپ حضرت خلیل کی طرح جب تک جملہ حواس کی یک روئی حاصل نہ فرمالیں گے معشوق کے دیدار سے محروم ہی رہیں گے اور آپ کا نام اعمٰے کے ہی دفتر میں لکھا رہے گا۔ اور اضل سبیلا کے خطاب سے ہی یاد کئے جاتے رہیں گے۔

بہرحال جبتک آپ کے حواس ظاہری و باطنی کا قبلہ توجہ آپ کا معشوق حقیقی نہ ہوگا آپ اس کے دیدار سے محروم رہیں گے اور اس کے مشاہدے سے بے نصیب اور اگر آپ کو یہ دولت دیدار نصیب ہے اور آپ کا ہر حس متوجہ الی المعشوق ہے اور ہر حس اس مقصد کی تحصیل میں متفق ہو گیا ہے تو پھر عالم کا کوئی پردہ آپ کے معشوق کے شہود سے آپ کو محروم نہیں رکھ سکتا جب جس طرف نظر اٹھائی فثم وجہ اللہ کا جلوہ نظر آیا اس میں کسی کی تخصیص نہیں خواہ بی بی ہو یا بیٹا بیٹی۔ دولت و ثروت ہو یا بادشاہی و گدائی وغیرہ ہر جگہ آپ کو آپ کا محبوب و مطلوب حقیقی ہی نظر آئے گا۔ کیونکہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ نظر عشق ہر پردہ سے اپنے معشوق کو باہر نکال لاتی ہے۔

یہ اس لئے کہ عاشقی کا سفر ختم ہو چکا اور جب سیر عاشقی ختم ہو جاتی ہے تو پھر معشوق کے دربار کے سوا اور کچھ نہیں۔ خدمت، عاشق کا کام ہے معشوق مخدوم ہے اس لئے آخرت جو محل معشوقی ہے وہاں خدمت کا اشتراک نہ ہوگا۔ کیونکہ محل معشوقیت میں معشوق کے سوا غیر کا گذر کہاں۔

مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی سے وہ ناقص ہستی مراد ہے جس نے اس محل عاشقی میں معشوق کی طرف قدم ہی نہ اٹھایا ہو۔ جب تک راستہ طے نہ ہو مکہ پہنچ نہیں سکتے اور حاجی بن نہیں سکتے اس طرح جب تک عاشقی کی منزل طے نہ ہو معشوق کا درجہ حاصل ہو نہیں سکتا۔ اور جب تک معشوق نہیں بن لیا جائے محل معشوقیت میں گذر ہونا محال ہے اور یہی ہے فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی

افسوس صد افسوس کہ محلِ معشوقی میں ہو کر شہودِ حق سے محرومی ہے۔ اسی کا نام تو اصل ابتلا ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس نابینائی کے پردہ عشق و محبت کی سلائی ہی کاٹ سکتی ہے اور عشق کی شان ہے یہ بات ہے کہ عاشق کو غیر معشوق کی دید سے اندھا اور غیر معشوق کے آواز کی شنید سے بہرہ بنا دے اس لئے امام المعشوقین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے حُبُّكَ الشَّيءَ يُعمِي وَيُصِمّ۔

اگر آفتاب پر آپ نظر ڈالیں تو اس کا عکس آپ کی آنکھ کے آئینہ میں منطبع ہو جائیگا پھر آپ جس طرف نگاہ اٹھائیں گے آفتاب ہی آفتاب نظر آئے گا۔ اور اگر اس کے برعکس ہو تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے آفتاب کا عکس ہمت کی قوت سے نہیں حاصل کیا۔ اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اجتماع حواس خمسہ ظاہری و باطنی کا نام ہمت ہے یعنی آفتاب کی رویت کے وقت آپ کے حواس مجتمع نہ تھے ان سب کی توجہ ایک طرف نہ تھی جو ذات حق کو نکال لیتی ہے یہ ظاہر ہے کہ غیر ایسی صورت میں لن ترانی کا عذر بھی مرفوع ہو جاتا ہے پس آیہ کریمہ مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى کا یہی مفہوم ہے کہ جس کسی نے اس عالم میں عوام کے پردے سے اپنے محبوب حقیقی کو باہر نہ نکالا اور اس کا شہود نہ حاصل کیا تو عالم آخرت میں بھی کسی طرح کسی ایک پردہ کو وجہ مبارک حق سے نہ اٹھا سکے گا۔ اس لئے کہ پردہ اٹھانے کا مقام تو یہی عالم ہے اور ہستی موہوم کے کارناموں کا بھی یہی محل ہے اور عالم آخرت میں جو پردے اٹھیں گے وہ منجانب حق ہوں گے نہ کہ بندوں کی طرف سے بفحوائے آیہ کریمہ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ

الغرض کہنا یہ ہے کہ جب بندہ کارگذار ہی نہیں تو نتیجہ کیا ہوگا اور معاوضہ واجرت کیا ملے گی۔ اجیر کی اجرت تو ادائے کار کے بعد ہوتی ہے اس نے تو پردہ کے اٹھانے کے لئے ہاتھ کو جنبش تک نہیں دی۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ کی شرط کو پورا ہی نہیں کیا۔

فاعل کو ہر فعل کی جزا یا سزا کا حق ہوتا ہے۔ عالم آخرت میں بندہ فاعل ہی نہ ہوگا۔ اس سے ہر قسم کی تکلیف مرتفع ہو جائے گی۔ اور جو کچھ ہوگا فاعل حقیقی کی طرف سے ہوگا